شفیق باپ کی شہادت

محمد افضل شاکر
داماد حضرت مفتی صاحبؒ

۳۱/جنوری بروز جمعرات حسب معمول جمشید روڈ سے جب میں مفتی صاحب کے گھر بنوری ٹاؤن آیا، گھر والوں نے کہا کہ: مفتی صاحب آنے والے ہیں، آپ اور مفتی صاحب ناشتہ اکٹھے کرلیں۔ میں نے کہا کہ: نہیں آج مجھے جلدی جانا ہے، آپ مجھے ناشتہ دے دو۔ میں ابھی ناشتے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ مفتی صاحب تشریف لے آئے، مفتی صاحب نے آتے ہی گھر والوں سے پوچھا کہ: میرا بیگ تیار ہوگیا؟ تیاری ہوگئی ہے؟ میں نے مزاح کیا کہ حضرت! ہر وقت کسی نہ کسی دورے اور سفر پر رہتے ہیں، کچھ ٹائم گھر والوں کیلئے بھی نکال لیا کریں۔ مفتی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ہنس کے جواب دیا کہ یہ سفر بہت ضروری ہے، مجھے ہر حال میں جانا ہے (آج مفتی صاحب نے جامعہ اسلامیہ درویشہ سے واپسی پر محراب پور جانا تھا) لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا کہ سفر کی تیاری تو آپ نے ٹھیک کی ہے، لیکن آپ کی ٹکٹ محراب پور کی نہیں، بلکہ جنت کی کٹ چکی ہے۔ اس طرح مفتی صاحب جامعہ بنوری ٹاؤن سے مفتی صالح محمد کے ہمراہ دن کے بارہ بجے حسان علی شاہ جو حسب معمول مفتی صاحب کو روزانہ لینے آتا تھا تینوں حضرات بنوری ٹاؤن سے ہائی روف پر روانہ ہوئے۔ ظالموں نے فائرنگ کردی، تینوں حضرات موقع پر جامِ شہادت نوش فرما گئے، إناللّٰہ وإناإلیہ راجعون۔

مجھے فون آیا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے، میں نے مولانا اسعد مدنی کو فون کیا، مولانا اسعد مدنی نے بھی تصدیق کردی۔ اس کے بعد میری حالت ایسی تھی جیسے مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا ہو۔ کافی دیر بعد ہمت کر کے گھر آیا، گھر میں جو رقت آمیز مناظر تھے، وہ ہم سب کے کنٹرول سے باہر تھے، یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ ایسا ہوگیا ہے، میں کسی کو تسلی تو کیا دیتا، خود کی حالت ایسی تھی۔ اللہ نے مفتی صاحب کی اولاد کو بڑا صبر دیا، ان سے بڑھ کر زیادہ دکھ اور کس کو ہوسکتا ہے؟ جن کا شفیق باپ، محبت کرنے والا باپ اچانک ان سے جدا ہوگیا ہو، ان کے دل کی کیفیت تو صرف وہی جان سکتا ہے جو ان مراحل سے گزر رہا ہو۔ میرا اور آپ کا

دکھ اپنی جگہ، لیکن ان کی اولاد کو جو جدائی کا دکھ ہے ہم اور آپ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اولاد کو صبر جمیل اور استقامت عطاء فرمائے، آمین۔

موت کا ایک دن مقرر ہے ہر انسان نے اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہے لیکن شہادت کی موت اور شہادت بھی ایسی کہ باوضو ایک جگہ سے حدیث کا سبق پڑھا کے دوسری جگہ حدیث کا سبق پڑھانے جارہے تھے کہ جام شہادت نوش فرماگئے، ایسی شہادت تو اللہ کے خاص بندوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

مفتی صاحب کا جسد خاکی جامعہ میں لایا گیا، لائن بنا کر سب لوگوں کو دیدار کرایا گیا میں نے دیدار کیا تو یقین کریں ایسا لگ رہا تھا جیسے بہت ہی گہری نیند میں ہوں۔ چہرے پر اتنا اطمینان اور سکون تھا کہ جیسے ہم سب کو یہ پیغام دے رہے ہوں کہ میں تو بہت خوش ہوں اور آپ سب کو بھی خوش ہونا چاہئے۔ مفتی صاحب کا پہلے ہی بہت بلند مقام اور اعلیٰ مرتبہ تھا، شہادت نے اس مقام کو اور چار چاند لگادیئے۔ سچ پوچھیں تو اتنی بڑی ہستی ہمارے درمیان رہی اور ہم نے ٹھیک سے ان کی قدر نہیں کی اور نہ ہی ان سے مستفید ہوئے۔ نماز جنازہ نماز عصر کے بعد رکھا گیا، اتنے کم وقت میں اتنا بڑا اجتماع جمع ہوگیا تھا کہ تاحدِ نگاہ لوگ ہی لوگ تھے۔ نماز جنازہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد ہم سب ایمبولینس اور ایک بس جس میں تمام رشتہ دار سوار تھے کراچی سے خانپور روانہ ہوئے، خانپور دوسرے دن صبح آٹھ بجے پہنچ گئے، جیسے ہی خانپور میں داخل ہوئے جمعیت علماء اسلام اور جمعیت طلباء اسلام کے لوگوں نے ایمبولینس کو گھیرے میں لے لیا، چوک ڈاکٹر رازی تک ایمبولینس پر پھول نچھاور کرتے آئے، چوک رازی بھائی عبدالکریم دین پوری جو کہ مفتی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں کے گھر پر جسد خاکی کو رکھا گیا، تمام رشتہ داروں کو دیدار کرایا گیا، دس بجے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ مفتی صاحب کو نماز جنازہ کے لئے نارمل اسکول لایا گیا، نماز جنازہ سے قبل جامعہ کے استاد محترم مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی نے مختصر لیکن بڑا ہی جامع بیان فرمایا، نماز جنازہ میاں مسعود احمد دین پوری صاحب مدظلہ نے پڑھایا، خان پور میں بھی نماز جنازہ میں کافی رش تھا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور مولانا عبدالشکور دین پوری کے جنازے کے بعد میں نے اتنا بڑا جنازہ دیکھا۔ نماز جنازہ کے بعد ایک مرتبہ پھر مفتی صاحب کا دیدار کرایا گیا، اس کے بعد مفتی صاحب کو ان کی آخری آرام گاہ کی طرف لایا گیا، دین پور کے تاریخی قبرستان میں اپنے بڑے بھائی حکیم عبدالجمیل دین پوری کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

مفتی صاحب کی جدائی کا دکھ جہاں انکے گھر والوں کو اور بہن بھائیوں کو تھا اس کے ساتھ ساتھ میں اگر اپنی کیفیت بیان کروں تو میری حالت ایسی تھی کہ بات بات پر آنکھوں سے آنسوں ٹپک پڑتے

تھے، مجھے ایسے لگتا تھا جیسے میں نے تمام آنسوں اس عظیم ہستی کے لئے چھپا کے رکھے تھے، چار سال مفتی صاحب کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا، مفتی صاحب دورانِ اعتکاف نہ صرف ایک دن میں پورا قرآن پاک کا ختم کرتے تھے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دیگر معمولات عبادت کا بھی خوب اہتمام کرتے تھے۔ اہل محلّہ مفتی صاحب کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھنے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے، ہمیں کہتے تھے آپ روازانہ کم از کم پانچ پارے ضرور پڑھا کرو۔ سفر میں بھی عبادات کا خاص اہتمام کرتے تھے، ہر وقت تسبیحات میں مصروف رہتے تھے۔

ایک دفعہ میں اور مفتی صاحب خانپور سے کراچی بذریعہ بس آرہے تھے، جب صبح کی نماز کا ٹائم ہوا تو مفتی صاحب نے بس کے ڈرائیور کو کہا کہ نماز کا ٹائم ہوگیا ہے، ڈرائیور نے کہا کہ تھوڑی دیر بعد روکتا ہوں، لیکن کچھ دیر بعد جب مفتی صاحب نے یہ دیکھا کہ ٹائم نکلا جارہا ہے تو مفتی صاحب نے بڑے غصے میں کہا کہ بس روکو، پھر اس نے بس روکی اور ہم نے باجماعت فجر کی نماز ادا کی۔

جس سال مفتی صاحب کراچی آئے تھے، اس کے ایک سال بعد میں بھی کراچی ملازمت کے سلسلے میں آگیا تھا۔ اسی اثناء میں مجھے جب بھی کوئی مشکل ہوتی، میں مفتی صاحب سے ضرور مشورہ کرتا، مفتی صاحب میری رہنمائی فرماتے تھے۔ مفتی صاحب کے اندر خداداد صلاحیتیں تھیں، کاروباری مشکلات کے بارے میں اکثر مفتی صاحب سے مشورہ کرتا تھا اور مفتی صاحب میری مشکلات کا حل ایسے نکالتے تھے کہ جیسے یہ کوئی بہت بڑے بزنس مین ہوں۔

ایک دفعہ میرے ایک بزنس مین دوست کو کاروبار میں کوئی بہت بڑی مشکل پیش آگئی، میں اسے مفتی صاحب کے پاس لے آیا، جب مفتی صاحب نے اسے سمجھایا تو وہ اتنا حیران ہوا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مفتی صاحب نے ایم، بی، اے کیا ہوا ہے؟ اتنی وضاحت اور فصاحت کے ساتھ تو کوئی ایم، بی، اے بھی نہیں سمجھاتا، جتنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ مفتی صاحب نے مجھے نہ صرف سمجھایا، بلکہ مجھے مطمئن کردیا۔

مفتی صاحب کی شہادت کی خوشی کے ساتھ ہم سب کو ان کی جدائی کا دکھ تو ہمیشہ رہے گا لیکن جب ہم مفتی صالح محمد شہیدؒ کے گھر تعزیت کے لئے گئے تو وہاں کے مناظر کچھ اور ہی تھے۔ ان حضرات کو ہمارے آنے کی اطلاع پہلی سے تھی، سب حضرات نے اپنے گھر کے باہر ہمارا استقبال ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ کیا، جب گھر گئے تو گھر میں کھانے کا ایسا انتظام کیا ہوا تھا، ایسے لگتا تھا کہ جیسے ہم کسی شادی میں آئے ہوں۔ کھانے کے بعد مفتی صالح محمد شہیدؒ کے بھائی نے سب حضرات کا مٹھائی کے ساتھ منہ میٹھا کرایا، میں یہ سب حیران ہوکر دیکھتا رہا، یہ سب کچھ دیکھ کر مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ کے بھائی

برادرم حکیم محمد عبداللہ سے رہا نہ گیا اور وہ رو پڑے، لیکن کمال کا اللہ نے ان لوگوں کو صبر دیا کہ مفتی صالح محمد شہیدؒ کے بھائی نے فرمایا کہ: آپ روتے کیوں ہیں؟ آپ ہمیں مبارک دیں کہ ہمارا بھائی اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہے۔ مفتی صالح محمد شہیدؒ کے بھائی نے بتایا کہ: ہمارے خاندان میں یہ پہلا عالم ہے اور پہلا ہی شہید ہے، ہمارے بھائی کی شہادت نے ہمارے پورے خاندان میں ہمارا مقام اتنا بلند کر دیا ہے کہ جس کا ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ مفتی صالح محمد شہیدؒ کے بوڑھے باپ کا حوصلہ بھی قابل دید تھا، دنیا کا کونسا ایسا باپ ہوگا جس کو اپنے لخت جگر کے بچھڑنے کا دکھ نہ ہوتا ہو، ان کو دکھ تو تھا، لیکن شہادت کا اتنا بلند مقام ان کے سامنے تھا، یعنی سب حضرات بہت ہی خوش تھے۔ اور پھر اسی طرح کے جذبات مولانا حسان علی شہیدؒ کے گھر والوں کے بھی تھے، وہاں سے واپس آنے کے بعد ہمارے اندر بھی کچھ حوصلہ اور ہمت آئی کہ ان کا بھی تو وہی غم ہے جو ہمارا ہے۔

آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ جہاں وہ اپنے لاکھوں چاہنے والوں کو جدائی کا صدمہ دے گئے ہیں، وہاں مجھے بھی ان کی جدائی کا اتنا صدمہ ہے کہ اب کسی چیز میں دل ہی نہیں لگتا، نہ کام پر جانے کو جی چاہتا ہے اور نہ ہی گھر میں سکون ملتا ہے، زندگی میں اتنی بے چینی اور بے کیف سی طبیعت آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ دل ہے کہ اس بات کو ماننے کو تیار ہی نہیں کہ مفتی صاحب ہم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے ہیں، ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ابھی آجائیں گے، لیکن پھر یہ سوچ کر دل کو تسلی دیتے ہیں کہ یہ تو دنیا کا دستور ہے کہ جانے والے کبھی واپس نہیں آتے، خصوصاً جمعہ کا دن گزارنا سب گھر والوں کیلئے بہت مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ اسی دن مفتی صاحب سب گھر والوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے، اب تو یہ حال ہے کہ جمعہ کے دن گھر کا ہر فرد ایک دوسرے سے نظریں چرا کر اپنے دل کا غم ہلکا کر رہا ہوتا ہے۔ اب تو ہر وقت یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہم کمزور ہیں، ہمیں اتنی ہمت اور حوصلہ دے کہ ہم سب مفتی صاحب کی جدائی کا دکھ سہہ پائیں۔ (آمین)

مفتی صاحب نے مجھے کسی دن یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ میں ان کا داماد ہوں، ہمیشہ مجھے اپنے بیٹوں کی طرح پیار دیا، مجھے نہیں یاد کہ میری زندگی میں کوئی ایسا موڑ آیا ہو، جس پر مجھے اتنا بڑا صدمہ پہنچا ہو اور یہ سچ بھی ہے، کیونکہ میرے دل کا درد اور میرے اندر کی بے چینی مجھے یہ احساس دلاتی ہے کہ مجھ سے ایک عظیم ہستی جدا ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین